Title – ZAHOOR REHMAT.

Creator – SHAD AZEEM ABADI

Publisher – Rehmani Press (Patna)

Date – 1929

Pages – 139

Subjects – Urdu Shayari – Musaddis – Hamdiya
Naatiya Kalaam.

جملہ مطبوعات تاج بک ڈپو۔

بفرمائش

حافظ سید ظہیر احمد صاحب شمسی

باہتمام

محمد نبی پرنٹر

رحمانی پریس مہندرو پٹنہ میں چھپی

ملنے کا پتہ

بکڈپو جھاؤگنج - چوکھرہ پٹنہ سیٹی

(ٹائٹل پیج [illegible])

طباعت کے لئے مستعد ہوئے اسلئے دیوان حیدرآباد نہ جا
اس کے علاوہ بعض حضرات کے نزدیک یہ بھی غیر مناسب معلوم ہوا
کہ بہار کی تصنیف غیر جگہ چھپے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت تک
اس کے چھپنے کی نوبت نہ آئی ۔ اور نہ بظاہر اب کوئی امید نظر آتی
ہے ۔ ایسی صورت میں ہم حضرت شاد کے صاحبزادے کو یہی
مشورہ دیں گے کہ وہ دیوان کو حیدرآباد روانہ کردیں ۔ تاکہ جلد
شایع ہو سکے یا علامہ سید سلیمان ندوی سے گفتگو کریں ۔ مولانا
کو شاد کے کلام سے جو شغف ہے ۔ اُس سے امید ہے ۔ کہ وہ
یقینی اس کو چھپوانے کی کوئی نہ کوئی صورت نکالیں گے ۔
دیوان کے علاوہ نظم و نثر میں بہت سی تصانیف ہیں ۔ جن کا
چھپ جانا ضرور ہے ۔ قصائد کے متعلق نواب عماد الملک مرحوم
نے لکھا تھا کہ زر سے لکھنے کے قابل ہیں ۔ اسی طرح

مراثی بھی بالکل جدید طرز کے ہیں۔ جو بجائے خود امتیازی شان رکھتے ہیں۔

رباعیاں بھی قابل دید ہیں۔ اگر ان چیزوں کے چھپنے کی صورت نہ نکلی تو یقینی ایک نہ ایک دن یہ سارا ادبی سرمایہ جو صوبۂ بہار کے لئے باعث فخر و ناز ہے۔ تلف ہو جائیگا۔ اور یہ اتنا بڑا ادبی حادثہ ہوگا۔ جسکے ذمہ دار کُل باشندگان بہار ہوں گے۔

حضرت شاؔد نے نظم میں کئی میلاد نامے بھی لکھے تھے حالیؔ نے سنا تو گرویدہ ہوگئے اور سرسید کو مشتاق بنایا چنانچہ شاؔد کو علیگڈھ جاکر ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں پڑھنا پڑا۔ علامہ شبلیؔ، مسٹر آرنلڈ وغیرہ بھی موجود تھے۔ تعدد ازدواج، جہاد بالسیف وغیرہ کے متعلق غیروں کے جو اعتراضات ہیں انکے تشفی بخش جواب تھے۔ لوگ سنکر بیحد محظوظ ہوئے۔

یہ بھی ایک میلاد نبوی ہے۔ جسکو آپ ابھی ملاحظہ فرمائینگے
شاؔد صاحب کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ علیگڈھ میں یہی پڑھا
گیا تھا۔

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ مدرسۂ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے
ایک متعلم حافظ سید ظہیر احمد عظیم آبادی نے اسکو ظہور رحمت
کے نام سے چھپوایا ہے۔ اس سے ان کے غایت ادبی ذوق اور
اربابِ کمال کی قدر شناسی کا پتہ چلتا ہے۔ اب یہ قدرشناسان
سخن اور ارباب ذوق کا فرض ہے۔ کہ اسکو ہاتھوں ہاتھ لیں تاکہ یہ
اڈیشن جلد ختم ہو جائے۔ اور دوسری تصنیف مآدر ہند ملک
کے سامنے پیش کی جائے۔ یہ وہ مثنوی ہے جو کلکتہ وغیرہ بڑے
بڑے شہروں میں پڑھی جا چکی ہے۔ اور بیحد پسند کیگئی ہے۔

حضرت شاؔد کو اس مدرسہ سے بڑی محبت تھی اور آرزو تھی کہ

آخری وقت میں کم سے کم ایک مرتبہ بھی وہ اپنا کلام یہاں پڑھتے
مجھ سے اکثر انہوں نے اسکا تذکرہ کیا تھا۔ لیکن مدرسہ میں اُس
وقت ایسا ادبی ذوق نہ تھا کہ عام طور پر لوگ ان کے کلام سے محظوظ
ہوں۔ لہذا میں نے بے موقع سمجھ کر کوئی کوشش نہ کی مگر چونکہ
اُن کی یہ سچی آرزو تھی اسلئے دوسری شکل میں سہی مگر پوری ہو کر
رہی۔ نہ صرف مدرسہ بلکہ صوبۂ بہار کی تاریخ میں غالباً یہ پہلا واقعہ
ہے۔ کہ ایک متعلم نے ایک بلند پایہ شاعر کی تصنیف کے طبع
کرانے کا بار اپنے سر لیا۔ دوسرے لوگوں کو اس سے عبرت حاصل
کرنی چاہیئے۔

ہاں آخر میں ایک امر کی طرف اشارہ ناگزیر ہے کہ اصل
مسودہ جس سے کتابت ہوئی ہے۔ وہ کسی دوسرے کے ہاتھ کا
لکھا ہوا ہے۔ املا اور کتابت کی غلطیوں کے علاوہ کہیں کہیں

لفظ بھی کچھ کا کچھ لکھا گیا ہے۔ مصنف نے اپنے ہاتھ سے
جابجا بنایا بھی ہے۔ مگر صاف نہ ہونے کی وجہ سے بڑی محنت
سے اس کو درست کیا گیا۔ اصل مسدس ۲۱۰ بند کا ہے لیکن
آخر میں حضرت علیؓ کی ایک جنگ کا مفصل تذکرہ ہے۔ لہذا جہانتک
واقعات اور اوصاف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات
پاک سے بلاواسطہ یاکسیقدر بالواسطہ تعلق ہے ۱۳۷ بند میں
چھپوا دیا گیا۔ اختصار کے خیال سے درمیان سے بھی کچھ بند
نکال دئے گئے ہیں۔ بقیہ آخری حصّہ کو اگر کوئی صاحب
جنگ نامہ حضرت علیؓ کے نام سے چھپوائیں تو اس کے محفوظ
رہنے کی بھی صورت قائم ہو جائے۔ حضرت شاہ عموماً اپنی
تصنیفات کی کئی نقلین رکھتے تھے۔ اسلئے خیال ہوتا ہے
کہ اس میلاد نامہ کو بھی یقینی صاف کیا ہوگا۔

الفاظ کی نشست، زبان کی حلاوت اور طرز ادا کی پاکیزگی
کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ صرف اتنا جان لینا کافی
ہے۔ کہ یہ شادؔ کی تراوشِ قلم کا نتیجہ ہے۔

اب میں زیادہ دیر تک مسدس اور ناظرین کے درمیان
حائل رہنا نہیں چاہتا اسلئے اب اصل مسدس بے نقاب
ہوکر آپ کے سامنے آتا ہے۔ پڑھئے اور جھومئے۔

اختر کاکوی عظیم آبادی
۱۳ر اگست ۱۹۲۹ء

ملنے کا پتہ
دار الاشاعت رحمانی مہندرو پٹنہ
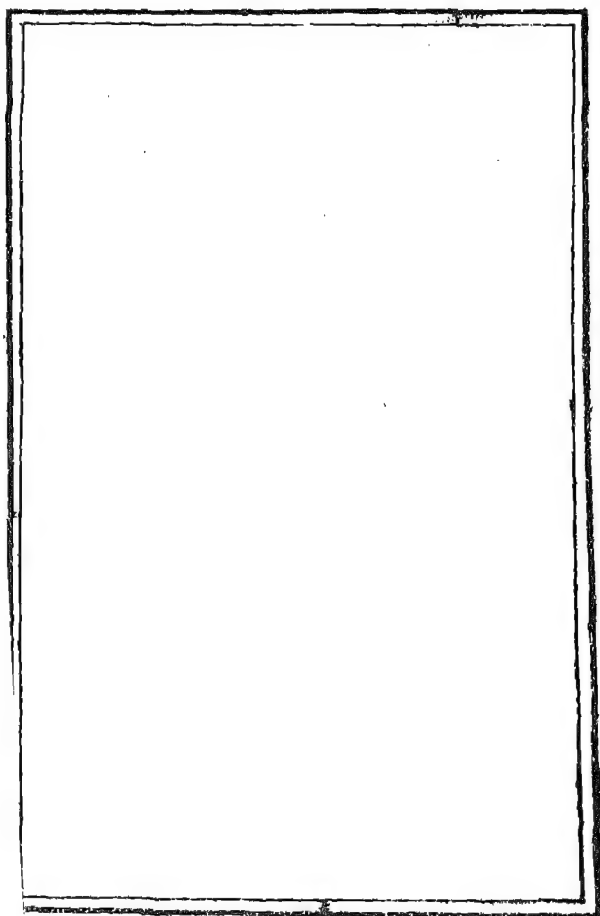
ظہورِ رحمت
شاد

دیباچۂ سخن ہے شہِ انبیا کی مدح
محبوب ہے خدا کو حبیبِ کبریا کی مدح

طغرائے دیں ہے عشقِ خیر الوریٰ کی مدح
اسلام کا نشان ہو اس بے نوا کی مدح

نعتِ رسولِ حق ہے ہماری سرشت میں
امت پہ اس کا راز کھلے گا بہشت میں

تاریخ عمر نعت رسولِ انام کی ہے
آنکھوں کا نور جلوۂ ذاتِ انام کی ہے

یہ زینت کلام ہے زینت بیان کی ہے
شمع جمال احمد مرسل کی داستاں کی ہے

وہ کون ہے جو مدح میں رطب اللسان نہیں
عالم میں ذکر ختم رسل کا کہاں نہیں

از فضل او باعث ایجاد کائنات
اعلیٰ ترین صنعت خلاق شش جہات

مجمع جمال مظہر ال آئینہ صفات
روح انس و جان خضر جادہ حیات

بندوں کو اُس کے فضل کی تائید چاہیے
جو آپ نے بتائی وہ توحید چاہیے

خود نردباں تھا شوقِ حضوری حبیب کا
اس نردباں سے پست تھا زینہ صلیب کا

اوصاف میں کمال کہ عجیب البتہ ہیں آپ

بایں ہمہ جو حسن میں بے نظیر وہ ہیں آپ

جس کی ثنا میں روز ازل وہ حبیب ہیں آپ

ہیں مستند جو حضرت آدم نجیب ہیں آپ

ظاہر میں لوگ آپکو پاتے تھے فرش پر

الحق یہ آفتاب درخشاں تھا عرش پر

ہاں ساقیا پلا شرابِ حقیقت کا جام

کھل جائے جس سے دل پہ دقائق الافہام

کیا بس ہے کہ منطق ہے یہیں کے آرام

احسان ہو اگر یہ سبیل دوام

دے خط جام دل کو سبق امتیاز کا

پردہ کھلے حقائق اشیاء کے راز کا

محبوب کبریا کے ہیں اوصاف لاتعد

جس طرح سے کہ آیتیں بیاں ہیں بے عدد

سمجھو وہ اک سمجھی ہوئی خلقت کی جبیں ہے

نقش ہے کہ اصل مادہ واحد کا ہوا گر

پھر کوئی تفرقہ نہ یہاں فرق بین تھا

احمد میں میم فصل نہ کرتا تو عین تھا

کس کو نصیب شانِ رسولِ خدا عیاں
جب بس نبی پہ ختم ہیں سب خوبیاں
پیغمبری ہوئی پہ مکمل ہوئی عیاں
یعنی ہوا عیاں لطفِ خدائے رؤف و رحیم

صحت سے دور اہلِ عرب کا مزاج تھا
آئے جو آپ اُن کے مرض کا علاج تھا

سنئے ذرا حالی کے کلام باجمال ان کا کمال
از فضل ربی یہ آگے امر جس کو دکھاتا خیال
کیا اس سے اک عجیب کہ ہو تباہی کا مآل
مجمع سرزمین پہ چھایا وہ ابر فضل عمل

جاہل تھے اپنے زعم میں فوق انکو سب پہ تھا
گمراہیوں پہ فخر تو غرّہ نسب پہ تھا

سمجھ جسکے بانی اول ہوئے خلیل
بڑی رضاے خدا سے ایک ایک کی کی تھی سبیل

غرض ولادت ذبیح و بیت حق تھے جلیل
خالق دوہی تھے اور دوہی بنا اسمٰعیل

بہت تھے بہت سے گوکہ اسکی پنچ پنچ میں
ان دو کو رکھدیا تھا مگر سب کے بیچ میں

یوں گڑگڑاتے آتے تھے اس کے سامنے
مجرم کو جیسے لاتے ہیں افسر کے سامنے

لیتے تھے بیچتے تھے یہی اُن کو کام تھا
مطلب سے تھی مراد خدا کا تو نام تھا

جاہل تھے بات بات میں لڑنا تھی ترنگ

لڑتے تھے لڑکے سب پہ لڑائی سے تھے تنگ

دل میں ہوا ہی کی جو ہری تھی الگ امنگ

کھٹکے سب ایک بار و در از و پیکار و دغا و جنگ

برپا ذرا سی بات پہ برسوں لڑائی تھی

ہنگامہ تھا قبیلوں میں زور آزمائی تھی

خود ماں نے بیٹیوں کے گلوں کو دبا دیا

یا باپ نے پہاڑ کے نیچے گرا دیا

کہتی تھی بیاہی کے ہمراہ کوئی دلدادہ کیوں مر

تھیں بیٹیوں پہ اسلئے یہ ظلم بار دار

افراد جو زوجہ کی طرح تھی نہ اتنی

مدھو مری ساری قوم میں تھی بیاہی ہوئی

لیکن اس امر خاص میں بے اختیار تھے

زوجہ اگر تھی ایک تو شوہر ہزار تھے

سنتے ہی اس خبر کے مسافر یہ آگرے
پھر یوں گرے کہ جیسے کسی پر بلا گرے

پھیلی ہوئی تھی اُن میں ضلالت کی جا بجا

لازم ہوا کہ اُن میں اک پیدا کرے خدا

محشر کے دن خدا سے جو کہتے یہ بے گنہ

عادل کے پاس اِن کا بھلا کیا جواب تھا

کہتا خدا کہ تم ہمیں کیوں مانتے نہ تھے

صاف اس کا تھا جواب کہ پہچانتے نہ تھے

جیسی مرض ہو چاہئے ویسی کرو دوا

جانچئے ہوا اسکو غیر اسکا خوف ہو جیبہ

امراض باطنی کا کرحال ہے پتا

اسکا نبض میں جو نکلے اثر اسمیں ہے نشاں

دیکھے بغیر روح کی کیونکر دوا کرے

اٹکل پہ ہو دوا تو معالج خطا کرے

کہا جائے اس طرح کا جو حاذق کوئی طبیب
آئیں ملک ملک کے اور ایک ایک مرض تھا عجیب

سن فتنوں سے پایہ ایماں کا تھا قریب
حالانکہ تھا غرور سے لادے ہوئے فریب

ساری تھا لبسکہ کبر و تعصب مزاج میں
کرتے تھے آپ کے سخت زبانی علاج میں

حاذق تھا وہ طبیب اور اکسیر تھی دوا

جب تک کیا علاج نمایاں اثر رہی

بازاریگی مرض پہ ہوا کچھ نہ پھیلا

نسخہ لکھا مرض کا کہ جیسا تھا

غیروں میں جائیں یہ نہ ہوئی احتیاج تک

نسخہ بندھا ہوا وہی کافی ہے آج تک

ساقی کدھر ہے جام مئے آتش نگار لا
جب تک ہے سر میں دم مئے میگسار لا
قربان تجھ پہ طاق سے مینا اتار لا
مشتاق ہیں صراحی زریں پیالہ لا

سرشار ہم ہیں بادۂ جام الست سے
تنہا خوری حرام ہے مشرب میں مست کے

ہیں مستوں کی جنبش پہ فدا جان ساقیا
بھولیں سب ترے عشق نے یہ جہان ساقیا
خدا کرے ہمیشہ ہیں مسلمان ساقیا
دے بادہ دو آتشہ زرافشان ساقیا

بے اسکے غمکدہ ہو جہاں دل اچاٹ ہے
صہبائے سلسبیل کی مستوں کو چاٹ ہے

مستحق بھی وہ ہیں کہ ہو جن کا اخلاق خوب
امن و اماں جہاں میں جن سے اسلوب خوب

خشم ان کا ہے سزائے جرم ہیں یہ بالیقین
جبر ان کا اقتضائے وقت بھی ہے کہیں

گرمی کے وقت ہے یہی لازم کہ گرم ہو
نرمی کے وقت صاحب اخلاق نرم ہو

سجدہ نہ کسی جا کسی بھی وقت کیا بس

کرتے ہیں مرحق سے یہی التجا بس

عبد از خدا مدد کی ہی چاہ ورد زبان بس

ہمیشہ ہر طرف ہو ایک طرف ہو جانا بس

ذاتی غرض سے صورتِ آئینہ پاک ہو

کہنے میں امرِ حق کے کسی سے نہ باک ہو

رسی گلے میں ڈال کے کھینچیں وہ بے شعور
صرف اسلئے کہ سمجھے یہ تسلیم کیوں [illegible]
جب یوں سکھائے نفس کی تہذیب کا غرور
تل جائیں سب کے قتل پہ ناحق وہ پرغرور

دکھلائے راستہ جنھیں رہزن وہی نہیں
یہ جنکا خیر خواہ ہو دشمن وہی نہیں

تصدیق بعد ازاں نبیِ مرسل سے سوا

بھیجی ہے اسکے حق تبرک کی جو انتہا

دعویٰ عبودیت کا ہے اُسکے لب پہ سدا

بیٹا وہ ہے خدا کا نہ باپ ہے اسکا خدا

اعجاز پر نہ ناز نہ اس کو غرور ہو

دل اُس کا صرف نشۂ وحدت سے چور ہو

حق ہے کیا ہو اسکا بیاں نہیں ہے کسی کو بھی صفات

بازی گر ہے جو عقد اعداد ہے حق ہی یہاں معجزات

جب جن صفات نہ بیاں کر سکے ادراک ہیں بیانات

اے بے حد انقدر جی جن کی کوئی بات

قدسی بھی اس طرح کے نہ اوصاف پاسکیں

لکھوں تو دفتروں کے نہ اندر سما سکیں

ہاں ساقیا کہ صہبائے دو صلائے طور
بس جلوہ جام میں نظر آئے یہ نور
آنکھ آفتاب دین کا دکھلائے جام جم کو
ہر گاہ جیسے جلوہ سے تجلی آئے کوہ طور

ظاہر اسی کے حسن سے کل کائنات ہو
عارض سے دن تو زلف کے سائے سے رات ہو

اک بار بتکدہ میں گر البیلا نظر آئے

گر شان ہیں اس کی جو حقیقت کی نظر آئے

ہے جلوہ اس کا عرش پہ جس کی نظر آئے

گر دو جہاں مست الست نظر آئے

اک مکتب شہود کو آباد میں کروں

بجز لا الٰہ احد صمد کا سبق یاد میں کروں

کچھ بھی نہ تھا وہ عدم محض کی فضا
جنبش نہ کائنات نہ تھی ہو کا مقام تھا
عالم میں کوئی چیز نہ تھی ماسوا
اطلاق بود و وجود کا ازل تا ابد

تھی نیستی وجود فقط اک عدم کا تھا
معدوم تھا حدوث زمانہ قدم کا تھا

بجائیکہ صنعت ز قدرت قدس جلال
بپیش نظر ظاہر کے ادراک زبال

شغل حسن درویش ظہور ذوالجلال
انساں تھا ظل اللہ کا خوش نشانے خصال

آئینہ ہو جہاں میں ہمارے صفات کا
تو باعثِ ظہور ہے کُل کائنات کا

اے نور پاک خلق نہ کرتا تجھے اگر

ہم عدم سے کوئی نہ آتا کبھی ادھر

تیرے سبب سے لوح و قلم ہوئے جلوہ گر

افضل ہو سب سے تو ہی کمالات میں سرور بشر

اے نور ذاتِ حق سے بہت تو قریب ہے

محبوب کیوں نہ ہو کہ ہمارا حبیب ہے

بارہ حجاب نفس کے حضرت نے اٹھا دیے
مشغول جو حق میں تھے انہیں شوق آ گیا
جب سب حجاب دور کیے خلق نفس کے
پائی نظر زمان ہو دریائے نفس کے

ہر رجس سے یہ نور عرض صاف ہو گیا
پاکیزہ و معطر و شفاف ہو گیا

ذرا اسکا پڑ گئی ہی کعبہ میں جھلکیا

قطرے کو جیسے فیض نے بحر سے ملا دیا

پیدا ہے سب عرض نہیں ظرف کوئی اندیا

اسکے طواف سے ہیں آسمان زمین کا

آئی ندا کہ کان پہ سوسے خطاب دو

میں کون ہوں سمجھ کے تم اسکا جواب دو

سائل نے سنکے جواب میں کہا نعرہ یارب

ذرہ بھی نے دیا یہ جواب

خلاق کائنات تری ذات لم یزل

ذوالجلال احد و مخلوق سب

مالک! ترے صفات کی کچھ انتہا نہیں

معبود کوئی تیرے سوا دوسرا نہیں

اس نور پہ یہ مہر جو پھینکی نے کی نازل

جب ہوا انسب اور ہی اک اس سے جلوہ

دو حصے کیے اس نے نازل کی جو حصہ اولہ

حصہ دوم نصف آسمان ہوا قصہ تمام

شفقت سے دوسرا پہ جو حق نے نگاہ کی

پیدائش اس سے تب ہوئی عرش اِلٰہ کی

جب یہ صدا قلم نے سنی جوش ہو گیا

آیا خدا کا نام تو بے ہوش ہو گیا

گر کوئی بے بصر تجھے ہاتھوں سے کھوئیگا
اپنے لکھے کو دیکھ کے تا حشر روئیگا

بعد الٰہ کلمے میں پڑھتے ہیں جس کا نام
آں نبی محمد سرور ذی جاہ و احتشام

محبوب رب مراد شفیعان خاص و عام
ہوگا اسی سے حجت دین خدا تمام

برتر تمام خلق سے امت اسی کی ہے
مقبول روز حشر شفاعت اسی کی ہے

جب نور سے نبی کے ہوا خلق دو جہاں
ظاہر ہوا دخان سے نُہ طاقِ آسماں

فرشِ زمیں بنا ہے کفِ آب سے عیاں
بے ماہ و مہر و نجم ہوا سے آتش ضوفشاں

ظلمت بھی روشنی بھی جہاں میں عیاں ہوئی
پھر روز و شب سے زینتِ کون و مکاں ہوئی

ستر ہزار سال زیرِ عرشِ بریں رہے
نورِ محمدی و نبی تسبیح خواں رہے
پھر دونوں انگشتِ یمینِ کبریا میں تھا
عشقِ خدا میں محو تھے دو نور مصطفیٰ

ان سب کے بعد سایۂ سدرہ پہ مقام تھا
ستر ہزار سال وہاں بھی قیام تھا

خوش تھے ملک زمانہ عیش و نشاط تھا
ارواحِ انبیا کو عجب انبساط تھا

اس راہ میں پہاڑ بھی آئے تو ٹال دے
کفر و نفاق و شرک کو گھر سے نکال دے

ٹھوکر سے پائے صدق کے اے لات چور ہو
بل کی نہ لے ہبل سے کہو جلد دور ہو

اے قبلۂ سجدہ و صدق و صفا کعبۂ اہل ارادت و

اے آستان تیرا رابطہ گاہ سجود

اے جذب شوق و دوست مبارک تجھے مقصود

واجب ہے آمد و ذری کے لئے ممکن الوجود

قبل اس کے کہ عیاں تری ہستی ہی کچھ نہ تھی

اے عالم شہود یہ ہستی ہی کچھ نہ تھی

اے دینِ حق نشان نظر از پیش ما گذار
اے کفر و معصیت تری جانب چلی بہار

افزوں ہوا ہے آج طور سے بلکہ ہر ہے
اے جہل اپنے بال اب کھول کر جہاں

کعبے سے کہہ دو دل کو کدورت سے صاف کر
جلد آکے آستانے مکاں کا طواف کر

پوچھو قریش خانۂ عبد مناف کو
خود عرش پاک آئیگا اسکے طواف کو

اے اوّلیں تجھ سا کسی میں نہیں

اس کبریائی دولت سے بہتر نہیں

الطاف و فیض و رحمت کی کمی نہیں

دی نعمت ابدیت محمدؐ نے ہمیں

دوزخ کا اب خوف نہ دھڑکے عذاب کے

توحید خود بتائے گی رستے ثواب کے

ہمسر میں ید بیضا ہے موسیٰ کے عصا
عیسیٰ جو دم معجز بیاں دیکھا تو غش
یوسف ہیں حسیں پیش تر از احسن ہوا
داؤد کا بھی رضا دیا لطف سے لب

یعقوب خوش ہیں نوح کا دل بھی نہال ہے
بچے کا رنگ فرطِ مسرت سے لال ہے

[illegible]

ختم ہو گیا ہے عرش بھی تسلیم کیلئے

تم بھی اٹھو حضور کی تعظیم کیلئے

اے آفتابِ مطلعِ انوار السلام
ہے التجا کہ دولتِ دارین دیجیے
اے رحمتِ خدا مری تسلیم لیجیے

اے کشتِ لالہ زارِ ارضِ پنجاب

صدمے اٹھا اٹھا کے اپنی جان

[illegible]

[illegible]

پانی اب اس شجر میں کوئی سینچتا نہیں

افسوس پھل تو آتے ہیں ویسا مزہ نہیں

اے سرگروہ مجلس وحدت دہائی ہے
ٹولی جدا ہر ایک نے اپنی بنائی ہے

دریا جو میکدہ میں بہاؤں شراب کا
چکرا کے ڈوب جائے سفینہ عذاب کا

القصہ اس طرح سے کیا انجمن کو سجا
جب آ چکیں حوریں والدۂ سلطان انبیا

حضرت کی ماں نے سنیں بشارتیں مبارک جو پھر
ہاتھوں ہی میں لب آپ کے لیے ہو جو یہ

فرماتی ہیں کہ کان سے ہم خود سنا کیے
تا دیر آپ حمد الٰہی کیا کیے

چہرہ خوشی سے حضرت یوسف کا بشاش ہے
اس پر بھی آپ کے رخ انور سے

آئینہ صفائی کا [illegible] جواب ہے

جو حسن ہی [illegible] ہے

صفحہ ہی بیاضِ حقیقت نما کا ہے

آئینہ [illegible] کتاب ہے

ہر روز دیکھتی ہو جو آ کے دور سے

مشتاق ہو بیاض سحر اسکے نور سے

ہر شے سے اسکے رشتۂ جاں ہے بندھا ہوا
ہر سلسلہ اسی کا ابد سے ملا ہوا

اس لب کی خوبیوں کا بھلا کیا شمار ہے

حقّا کہ ان پہ جان فصاحت نثار ہے

سارے رموزِ حق و خبر کے اسی میں ہیں
گاہک خدا ہی جن کا وہ سب کے اسی میں ہیں

ہیں عطر اور مشک و عبیر اس سرشت کے
رضواں نے پھول اسی سے لیا ہے بہشت کے

گو دو جہاں کا شاہ وہ گردوں سریر تھا
تھا فرشِ خاک یا کبھی فرشِ حصیر تھا

کیا پوچھتے ہو شمع تھی کیسی صبر نہ کیا

مطلب جو داد ارے دیدہ بیٹھی بیٹھی تھی

کیا سوال عشق تھی شفقت و عطا

سب عجب آگ سی کہاں لگا دیا

خلق صفت تھی یہ شہ ستی خصال کی

نادر اُس نے بیٹھ کے پرسش تھی حال کی

کر فضل و رحمت تا کہ برومند ہو یہ قوم
انسانیت کی شان کی پابند ہو یہ قوم

[illegible]

ملنے کو آ گیا جو کوئی مُسکرا دیا
گر فرش گر گیا تو غبار کو بچھا دیا

رونا نہ دیکھ سکتے تھے دل کا یہ حال تھا
کفار تک کی دلشکنی کا خیال تھا

ہر دم تھی لب پہ آپ کے تحمید کی صدا
سوتے بھی تھے تو آتی تھی تحمید کی صدا

جو راہِ راست قوم کو اپنی دکھائے گا
عابد سے پہلے گلشنِ جنت میں جائے گا

مجھے اب تو جلد دامنِ رحمت میں جا انہیں
اپنے کرم سے اپنا شناسا بنا انہیں

اظہار حق میں بند نہ اپنی زبان کر
ہوں لاشریک سب کے کلمہ بیان کر

دیکھو کرو نہ شرک کہ عینِ خطا ہے یہ

جادہ وہ کفر کا ہے تو راہِ جدا ہے یہ

میں ہوں مطیع حکم بہ تحسین آپ کی
کرتی ہوں صدق قلب سے تصدیق آپ کی

[illegible]

کہ زر ہے ستم پیشہ سب اسطرح

حضرت نے وعظ و پند نصیحتوں کی اسطرح

ظاہر پرست گو مذہب کی پائے گا
ہے گر حکیم وقت تو باطن پہ جائے گا

ممکن نہیں ہے کشف حقیقت کے راز کا

روشن کرے جو عقل کو وہ بدر دیکھیں
آنکھیں مری جمال شب بدر دیکھیں

ہوا فلک پہ غلغلہ ہوا زمیں سے قرار
روشن ہوئیں گلے آپ جب تک ہر اک صف
ہوا گلستاں سے زہرا وہ شادی کا ہر اک سمت
زہرہ سے کہا گھڑی ہی بجانے لگی دف

رکھا ہے زین روح امیں نے براق پر
جائیں گے آپ گنبد نیلی رواق پر

الگ پل میں آپ وارد جنت ہوئے

بنے تمام قدرتِ وضعِ خدا کے تھے
پائے سب اُسکے گوہر و لعل و طلا کے تھے

صرف اُن پہ منکشف ہے کہ جو پاکباز ہیں
کیونکر کھلیں کسی پہ کہ خالق کے راز ہیں

المختصر نمونۂ وضع خدا ہوں
خود علم اسکو ہے کہ حقیقت کیا ہوں

سکہ پڑا ہے عشق کی رگ میں سدا افزود بیلیق
عارف کے اس سے مجھے ہیں بجھیں نو غریق
عاجز ہیں بیل پار سے سلطان ماسبق
اس کا بلا اکلہ کا ہی شفا ہی لیکن سبق

معنی کسی سے حل نہ ہوئے اس حجاب کے
حقّا کہ خبر ہے بجز اس جناب کے

مصلح کا یہ بیان کیا قوم سے جو حال

سکتہ سا ہو گیا سب کو سن کے [illegible]

[illegible] آکے یہ حال

جب ان [illegible] خیال

کرتے تھے آپ صبر شقاوت پہ قوم کی

روتے تھے زار زار جہالت پہ قوم کی

بیشک حسین ہیں موجب بیداری اُمت

ہیں باعث بقائے اسلام بھی حسین

صبر حسین صبر نبی سے ورثہ ملا

یعنی نظر صبر کی جاتی ہی وہاں تلک

جز مصطفیٰ کسی میں نہ تھا انتہا کا صبر

صبر حسین بھی تھا رسول خدا کا صبر

روشن ہوئی ہے جیسے ہے پرتو صبحی جب
ہے جیسے حال قصۂ جشن کا ہی سجلا

عنبر سے سلک کو ایسا کرن تھا
جب ہے پہلی کا جمعیت کی نصرت کا ابدا

عطارد نے دیکھ لیے ہیں بہت خطاب کو
دیا ہے کچھ جلال تب اُس آفتاب کو

جھگڑا نہ ہمیں خلق سے ہر طرح نباہ
[illegible]
انسان سے تعجب ہے کہ ہستی [illegible]
اس پہ ہیں [illegible] اشتباہ

تسکین نہ ہو تو علم تمدن کو دیکھئے
جن جن کو اس سے بحث رہی اُن کو دیکھئے

تب کہیں ہم اب کس لئے پنہاں

جب کہ کی طرح صبح ہی کھلا دیا بیاں

پانچ میں نعت پر بیٹھا ہے کا بیاں

سے ہر ایک صفت میں ہے عرفاں

دنیا و دیں میں کیا ہی تعلق بتا دیا

امت کو انتہا کا تمدن سکھا دیا

ہوں نہ اٹکا وہ پیش مسافت عدم کی ہے
مضمون وداع ہوتے ہیں رخصت قلم کی ہے

غلط نامہ

ربیع الاوّل کے خیال سے کُل دو ہفتے میں کتابت اور طباعت ہوئی ہے۔ کچھ غلطیاں رہ گئیں انکی تصحیح کرلینا چاہئے۔ انکے علاوہ اگر اور غلطیاں رہی ہیں تو ناظرین اپنے ذوق سے کام لیکر تصحیح کرلیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	نشان ہے اس	نشان ہے اسی
۵	۴	خضاسر	خضر
۳۷	۱	مجھکو	ہمکو
۳۸	۱	میں اس سے سے ہوں	ہم اس سے سے ہیں
۰۸	۲	کرتر	ترکر
۱۰۳	۱	خدا یار بار	خدا آپ بار بار
۱۰۷	۶	ذلالت	ضلالت
۱۲۲	۲	تخیل کے	تخیل کی